بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلکی جھگڑے ختم کیجیے

الحمدللّٰہ رب العلمین والصلواۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین . اما بعد .فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم . بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم انما المومنون اخوۃ فأصلحوا بین اخویکم ، واتقوا اللہ لعلکم تفلحون صدق اللہ العظیم وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المومن للمومن کالبنیان، وقال فی موضع آخر المسلم اخ المسلم أو کماقال علیہ الصلوۃ والسلام

حاضرینِ مجلس!

خالقِ کائنات نے جہاں مختلف مخلوقات کومختلف رنگوں اور متعدد شکلوں میں پیدا کیا وہیں حضرت انسان کوبھی مختلف رنگوں ،شکلوں کے ساتھ ساتھ مختلف طبیعتوں، خصلتوں ،مزاجوں اورفکروں کا حامل بنا کراس دنیا میں پیدا کیا،فکروں ،طبیعتوں اورمزاجوں کےاسی اختلاف کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں کبھی اتفاق واتحاد کے پھول کھلنے لگتے ہیں تو کبھی اختلاف وانتشار کے کانٹے اگنے لگتے ہیں۔

اگرتمام انسانوں کومخصوص ترازو میں تولا جائے تو ایک پلڑے پر وہ انسان نمودار ہوگا جس کے اندر حق اور ناحق کے درمیان تمیز کرنے کی صلاحیت ہوگی وہ سچائی کوتھامے ہوئے ہوگا اور جھوٹ سے بھاگ رہا ہوگا وہ خالقِ کائنات کا بھی حق ادا کرے گا اوراس نے اس کی ہدایت کے لئے جس دین فطرت کو نازل کیا اس کا بھی حق ادا کرے گا اوراسی کے ساتھ ساتھ اس کا تعلق تمام انسانوں کے ساتھ منصفانہ بھی ہوگا ، وہ حق شناسی کے جذبہ کے تحت زندگی گزارے گا اور وہ اسی وقت مطمئن نظر آئے گا جب کہ حقدار کواس کا حق مل جائے ، ایسا شخص انانیت کواپنے پیروں تلے دبادے گا اور مفاد پرستی کے بجائے ایثارو ہمدردی اختیار کرے گا ، ایسے ہی انسان کے بارے میں کہا جائے گا کہ یہ بااصول انسان ہے ، یہ ترازو کی سیدھی جانب کے پلڑے کا انسان ہےاوراس ترازو کے دوسرے پلڑے پر جوانسان ملے گا وہ وہی ہے جس کواپنا مفاد پیارا ہےاورانانیت محبوب ہےاس کوحق وناحق سے کوئی واسطہ نہیں ،اس کوکسی کے نفع ونقصان سے کوئی غرض نہیں ،اس کی نگاہ صرف اس کی خواہش نفسانی پر پڑتی ہے ،اس کواپنا مفاد اس قدر پیارا ہے کہ قوم وملت کے عروج وزوال کی اس کوکوئی فکرنہیں ، جھوٹ بولنا اس کی خصلت میں داخل اورحق مارنا اس کی فطرت میں شامل ہوتا ہے ،ایسے ہی انسان کے بارے میں کہا جائے گا کہ یہ بے اصول انسان ہے ، ایسے لوگ ترازو کی بائیں جانب کےلوگ ہیں جن سے قوم وملت کونقصان کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

دورِرسالت ، دورِصحابہ ، دورِتابعین وغیرہ میں جن انسانوں کی کثرت تھی وہ ترازو کی سیدھی جانب والے تھے وہ بااصول ،حق پسند ، خداپرست ، اتحادو اتفاق کے خوگر تھےان کے نزدیک ان کے مفاد کی کوئی پرواہ نہ تھی یہ قوم وملت کے مفاد میں اپنی جان بھی دینے کے لئے تیار تھے۔

جوں جوں زمانہ دورِرسالت ، دورِخلافت ، دورِصحابہ اوردورِتابعین سے دور ہوتا گیا ایسے پاکیزہ نفوس کی کثرت قلت میں بدل گئی اورایسے لوگ روئے زمین پر جنم پانے لگے جن کے نزدیک قوم وملت بے معنی ، دوسروں کی عظمت اوران کے احترام کی کوئی حیثیت ان کے نزدیک نہیں اور دین وشریعت کا کوئی پاس ولحاظ نہیں۔

ایسے ہی لوگوں کی کثرت نے ملت کی کمر توڑ دی، ورنہ وہ دور بھی تاریخ اسلام کے اوراق میں محفوظ ہے کہ مسلمانوں کی آنکھ سے آنکھ ملانے کی نہ کسی فردِ مخالف میں طاقت تھی اور نہ کسی حریف گروہ میں ایسی کوئی قوت تھی، جبکہ اسلامی ممالک کی جتنی تعداد آج ہے اس وقت نہیں تھی اور مسلمانوں کی آبادی آج جس قدر ہے اس کا نصف حصہ بھی نہیں تھا، آج پچپن (55) مسلم ممالک کی نہ کوئی متحدہ سوپر پاور طاقت ہے اور نہ ایک ارب مسلمانوں کی مشترکہ کوئی آواز...... افسوس تو اس بات پر ہے کہ جتنے مسلم ممالک ہیں ایک دوسرے کے رفیق بننے کے بجائے یکے بعد دیگرے فریق بنتے جارہے ہیں۔

ایک خدا کو ماننے والے ایک ارب مسلمان، ایک رسول پر ایمان رکھنے والے ایک ارب مسلمان، ایک قرآن اور ایک کلمہ کی صدا بلند کرنے والے ایک ارب مسلمان ایک قبلہ کی طرف منہ کیئے نماز ادا کرنے والے ایک ارب مسلمان، افسوس یہ ہے کہ ان سب کی کوئی ایک آواز دنیا میں نہیں ہے، ایسی بات نہیں ہے کہ مسلم ممالک یا اسلامی ممالک اسباب و وسائل کے میدان میں بے یار و مددگار رہوں، بلکہ ان ممالک کے قبضہ میں معدنیات کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے، ان کی زمینوں سے اناج کا سب سے بڑا ذخیرہ اُگتا ہے۔

اور ایک ایسی قیمتی اور بے مثال نعمت جس کے بغیر روئے زمین کی ساری مشنریاں بے کار اور سارے صنعتی کارخانے ماند ہیں، سارے جدید آلات فضول ہیں، فضاؤں میں اڑنے والی ساری سواریاں بے کار ہیں، یعنی پٹرول اور خام تیل یہ عظیم اور بے مثال نعمت مسلم ممالک ہی میں سب سے زیادہ نکلتا ہے، اتنی بڑی نعمت ہونے کے باوجود بھی اگر یہ ممالک سارے عالم میں بے طاقت تسلیم کئے جارہے ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس اجتماعیت کا تقاضا مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد کررہی ہے اس اجتماعیت سے یہ ملت محروم ہوچکی ہے اور افرادِ اُمت میں جس قدر مضبوط و مستحکم ایمان کی ضرورت تھی اس ایمان سے ان کے قلوب عاری نظر آتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ پچپن ممالک کے سیاہ و سفید کے مالک اور ایک ارب آبادی پر مشتمل یہ ملت کیوں اس قدر زوال پذیر ہوگئی اور مفتوح و مغلوب ہوکر رہ گئی، اب مسلمان مظلوم و مقہور ہورہے ہیں، مصائب و آلام کا شکار ہیں کڑی، آزمائش سے دوچار ہیں، شمال و جنوب اور مشرق و مغرب ہر طرف سے تختۂ مشق بنے جارہے ہیں، کہیں خارجی مسائل اس ملت کے سامنے ہیں تو کہیں داخلی مسائل سے دل شکستہ ہیں۔

جب موجودہ مسلمانوں کی اس ناقابل بیاں حالت پر نظر پڑتی ہے اور تمام حوادث و مسائل کے سامنے ان مسلمانوں کی بے بسی کو دیکھا جاتا ہے تو یہی سوال ابھرتا ہے کہ آخر مسلمانوں کے مخالفین اور اسلام کے دشمنوں کو کس چیز نے اتنا جری اور باہمت بنادیا کہ وہ ان کی آنکھوں سے آنکھ ملائے، درحقیقت تمام اسلام دشمن طاقتوں نے پوری تحقیق کے بعد اور مختلف تجربات کے بعد بھانپ لیا ہے کہ مسلمانوں کی صفوں میں اب وہ قوتِ اتحاد باقی نہیں ہے جو اسلام کے ابتدائی ادوار میں موجود تھی، اب مسلمان سیسہ پلائی ہوئی دیوار، (کانهم بنیان مرصوص) نہیں ہیں، اب مسلمان اس حدیث کو بھول چکے ہیں کہ المومن للمومن کالبنیان ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے اینٹ کی طرح ہے۔

دشمنوں کی صفوں نے مسلمانوں کی صفوں کے درمیان موجود اختلاف و انتشار اور آپسی مخالفت و مخاصمت کو مختلف شکلوں میں دیکھ لیا ہے، اب انہیں یقین ہوچکا ہے کہ جس رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا تھا ان کے ہاتھ اس رسی سے ہٹ چکے ہیں، اب مسلمانوں کا وہ جوہر جوان کے اسلاف و اکابر میں موجود تھا کہ مخالف گروہ پر ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے تھے، اب وہ جوہر باقی نہیں رہا اب مسلمانوں کو اپنی پرسنل زندگی کی فکر زیادہ ہے اجتماعی زندگی سے ان کا کوئی تعلق قائم نہیں رہا۔

طویل عرصہ سے اسلام دشمن تحریکیں دیکھتی آرہی ہیں کہ مسلمانوں نے اپنی طاقت کا رخ خود آپس کی لڑائی کی طرف پھیر لیا ہے اب وہ آپس میں لڑنے میں مصروف ہیں، قرآن مجید کی اس اپیل کی خبر اب مسلمانوں کو نہیں رہی کہ تم آپس میں جھگڑا مت کرو اگر ایسا کروگے تو کم ہمت ہوجاؤگے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

جس دن سے اسلام دشمن طاقتوں کو اس بات کا یقین ہوگیا ہے کہ مسلم ممالک خود ایک دوسرے کے فریق ہیں، خود یہ ممالک اپنے اپنے مفاد کے لئے ایک دوسرے سے لڑرہے ہیں اور پھر ان طاقتوں نے مسلمانوں کے داخلی انتشار کی بھی خوب تحقیق کی ہے، اگر مسلمان یہ سمجھتے ہوں کہ ان کی مسجدوں کے اندر کی لڑائی سے صرف وہی واقف ہیں اسلام دشمن طاقتوں کو اس کی کوئی اطلاع نہیں تو یہ بات کان کھول کر سن لینا چاہئے کہ مسلمانوں کے آپسی اختلاف و انتشار اور ان کے مسلکی جھگڑوں اور قضیوں، ان کے نظریاتی اختلافات اور جزئی مسائل میں لگی آگ سے جس قدر مسلمان عوام و خواص واقف ہیں اس سے سوگنا بڑھ کر وہ لوگ واقف ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔

پورے عالم کی نہیں خود ہمارے اس ہندوستان پر ایک نظر ڈال لیجئے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی کم نہیں ہے، انڈونیشیاء کے بعد مسلمانوں کی سب سے بڑی تعداد اگر کسی ملک میں ہے تو وہ ہندوستان ہے، اس ہندوستان میں پچیس کروڑ (25,000,00) مسلمان آباد ہیں۔ گویا پورے عالم اسلام کا چوتھائی حصہ صرف ہندوستان میں ہیں، اس ہندوستان میں مسلمان اپنی اسلامی تہذیب کے ساتھ ہیں، اپنی مسجدوں کے میناروں کے ساتھ زندہ ہیں، اپنے اسلامی مدارس و مکاتب کے

ساتھ زندہ ہیں، اپنے اسلامی لباس کے ساتھ زندہ ہیں، ہندوستان کی فضاؤں میں کس قدر اذان کی آوازیں گونجتی ہیں، مسلمانوں کے عید کے دنوں کی بہار پورا ملک محسوس کرتا ہے، جمعہ کے دن کی نورانیت اس ملک کا ہر باشندہ محسوس کرتا ہے، اس قدر کثرت کے باوجود مسلمانوں کی موجودہ جو حالت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے، مسلمان اس ہندوستان کی دوسری بڑی اکثریت ہے لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کی بحیثیت مسلمان کوئی طاقتور اجتماعی آواز نہیں ہے۔

وہ مسلمان جو ملکی سطح پر ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں، وہ مسلمان جو اپنی بصیرت، دانائی اور دانشمندی سے ہندوستان کی سب سے بڑی کرسی کے حاصل کرنے میں فیصلہ کن طاقت بن سکتے ہیں، وہ مسلمان جن کی ایک حکیمانہ کروٹ سے پوری کایا پلٹ سکتی ہے، وہ مسلمان جن کی متحدہ کوشش سے ایک عام آدمی ایم۔ پی اور ایم۔ایل۔اے بھی بن سکتا ہے۔ وزیر اعلی اور وزیر اعظم بھی بن سکتا ہے اتنی اچھی پوزیشن کے حامل مسلمان ہیں مگر اس کے باوجود المیہ اور دکھ کی بات یہ ہے کہ یہ بحیثیت قوم وملت بے وقعت سمجھے جا رہے ہیں اور ملکی سطح پر بھی مظلومیت کے دائرہ میں ہیں۔

آخر ہندوستان کی وہ تنظیمیں جن کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے کی عادت پڑ چکی ہے اور جن کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بولے بغیر ایک وقت کا کھانا بھی ہضم نہیں ہوتا، ان تنظیموں کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بولنے کی ہمت وجرأت کس طرح آ گئی ؟ اگر عمیق نگاہوں سے دیکھا جائے اور گہرائی وگیرائی سے اس بات کا جائزہ لیا جائے تو بالآخر ان دشمنانِ اسلام میں اس قدر جرأت کس وجہ سے پیدا ہوئی تو اس کے کئی جواب جہاں ملیں گے ان میں ایک جواب یہ بھی ہوگا کہ ان دشمن تنظیموں نے مسلمانوں کے اندرونی حالات سے واقفیت حاصل کر لی ہے، انہیں معلوم ہے کہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار و خلفشار ہے، ان میں فرقے اور جماعتیں ہیں اور ہر فرقہ اپنے آپ کو حق پر اور دوسرے کو باطل پر، اپنے آپ کو ناجی اور دوسرے کو ہالک، اپنے آپ کو جنتی اور دوسرے کو جہنمی، اپنے آپ کو اللہ کا محبوب اور دوسرے کو باغی، اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق اور دوسرے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن، اپنے آپ کو کامیاب اور دوسرے کو ناکام، اپنے آپ کو راہِ ہدایت پر گامزن اور دوسرے کو گمراہی کے دلدل میں پھنسا ہوا سمجھ رہا ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کے ان دشمنوں کو ہماری تنظیموں کے داخلی اختلافات کا بھی علم ہے، ہمارے آپسی جھگڑوں سے بھی وہ باخبر ہیں، وہ اس سے بھی باخبر ہیں کہ ایک تنظیم کا بانی دوسرے تنظیم کے بانی پر لعن طعن کرنے کو حق اولین سمجھتا ہے، انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہماری مسجدوں میں جہاں عبادت ہوتی ہے اس عبادت کے بعد ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا گریبان پکڑ لیتا ہے، انہیں معلوم ہے کہ ان کی مسجدوں کے امام اپنے مسلک ومشرب کی حمایت میں حد انسانیت سے نکل جاتے ہیں اور دوسرے مسلک کے افراد کو کافر و زندیق کے لقب سے نوازتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ ان مسلمانوں میں مختلف گروہ ہیں، مختلف فرقے ہیں، ہر فرقہ کا بانی اور سربراہ الگ ہے، ہر فرقہ کے اشخاص وافراد الگ ہیں، ہر فرقہ کی علامتیں اور خصوصیتیں الگ ہیں، ہر فرقہ کا تشخص الگ ہے، ہر فرقہ کے نعرے الگ الگ ہیں، ہر فرقہ کی مسجدیں الگ الگ ہیں، ہر فرقہ کے مدرسے الگ الگ ہیں، ہر فرقہ کے جزوی مسائل الگ الگ ہیں۔

انہیں معلوم ہے کہ مسلمانوں کے یہ فرقے ایک طلاق اور تین طلاق جیسے مسائل پر آپس میں لڑتے ہیں اور ان مسائل پر اخباری بیان بازیاں چلتی ہیں، انہیں معلوم ہے کہ ان میں کوئی درگاہوں کا طواف کرتا ہے اور کوئی ان طواف کرنے والوں پر لعنت کرتا ہے، انہیں معلوم ہے کہ ان میں کا ایک گروہ ایک لفظ فاتحہ پر لڑائی شروع کرتا ہے پھر وہ اسی فاتحہ کو بہانہ بنا کر ایک دوسرے پر قاتلانہ حملے بھی کرتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ ان میں کا ہر فرقہ اپنے مفاد کے لئے قرآن وحدیث کی دلیلیں تلاش کرتا ہے، انہیں معلوم ہے کہ ان میں کوئی بیس رکعت تراویح پڑھتا ہے تو کوئی آٹھ رکعت ہی پر مصر ہے، انہیں معلوم ہے کہ ان میں آمین بالجہر اور آمین بالسر پر جھگڑے ہوتے ہیں اور آپس میں شر پیدا کرتے ہیں۔

ان اسلام دشمن تنظیموں کو ہماری ہر حرکت کا علم ہے، اسی باخبری کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے یہ یقین کر لیا ہے کہ اگر ہم مسلمانوں کے خلاف یا اسلام کے خلاف بیانات جاری کریں گے تو یہ ہمارے خلاف الگ الگ تو مقابلہ کریں گے لیکن یہ ایک جگہ جمع ہو کر ہمارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ ان اسلام دشمن طاقتوں کو معلوم ہے کہ ان فرقوں کا ذمہ دار اپنی مسند سے بال برابر ہٹنے کے لئے نہیں ہے، انہیں معلوم ہے کہ مسلمانوں میں کوئی سنّی ہے تو کوئی شیعہ، کوئی مہدی ہے تو کوئی دیوبندی ہے تو کوئی بریلوی ہے تو کوئی اہل حدیث، کوئی جماعت اسلامی سے تعلق رکھتا ہے تو کوئی تبلیغ جماعت سے وابستہ اور ان میں بعض افراد اپنے مسلک کے ماننے والوں ہی کو مسلمان سمجھتے ہیں اور دوسروں کو اسلام سے خارج.......... انہیں معلوم ہے کہ ایک فرقہ کا کوئی فرد دوسرے فرقہ کے پروگرام میں نہیں جاتا، الغرض ہمارے اختلافات اور ہماری آپسی نفرت وعداوت اور انتشار وخلفشار کا ہم سے زیادہ علم اسلام دشمن تنظیموں کو ہے۔

اسی علم وتحقیق کے بعد انہیں اس بات کا اندازہ بلکہ یقین ہو چکا ہے کہ اب مسلمان اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ وہ دشمن کی دشمنی میں پوری طرح متحد نہیں ہو پائیں گے، انہیں معلوم ہے کہ ان مسلمانوں کے فرقوں کے مذہبی پیشوا دوسرے فرقہ کے پیشواؤں کو یہودی ایجنٹ کہتے ہیں کافر و فاسق گردانتے ہیں اور دین کا دشمن کہتے ہیں۔ اسی یقین نے مسلم دشمن افراد اور تنظیموں کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے کی جرأت بخشی ہے۔

بزرگو اور دوستو!

ہم رب العالمین پر ایمان رکھنے والے، رحمتہ للعالمین کی اُمت میں شامل، عالمگیر مذہب کے شیدائی، عالمگیر آفاقی پیغام کے پابند، عالمگیر دعوت کے حامل، عالمگیر بھائی چارگی کا پیغام دینے والے، ہماری شان یہ ہونی چاہئے تھی کہ ہم فرقوں میں بٹنے کے بجائے، علاقائیت کے نام پر متفرق ہونے کے بجائے، برادریوں، قبیلوں اور خاندانوں کی بنیاد پر تقسیم ہونے کے بجائے، مسلک ومشرب کی اساس پر جدا جدا ہونے کے بجائے، سیاسی پارٹیوں کی وجہ سے منتشر ہونے کے بجائے، زبان کی بنیاد پر آپس میں دیواریں کھڑی کر لینے کے بجائے، انما المومنون اخوۃ کا ایک سبق پڑھ لیتے اور روئے زمین میں بسنے والے سارے ہی مسلمان بھائی بھائی بن کر شیر وشکر کی طرح گھل مل جاتے، جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ ہماری یہ جدائیاں ہماری یہ تفرقہ بازیاں، ہماری یہ حد بندیاں، ہماری یہ آپسی لڑائیاں خود ہمیں کچل دیتی ہیں، ہمیں معلوم ہے کہ اس تفریق سے ہماری صلاحیتیں برباد ہوتی ہیں۔ اوقات ضائع ہوتے ہیں، دولت تباہ ہوتی ہے، جانیں تلف ہوتی ہیں اور اس سے شیطان بھی خوش ہوتا ہے اور ہمارا وہ دشمن بھی جس کا مقصد ہی ہماری قوت کو متزلزل کرنا ہے، اتنی بصیرت رکھنے والے مسلمان آج اس قدر نادانی کا شکار ہوگئے کہ ان کی حرکتوں سے ابلیس کو ہنسنے کا موقع ملا تو دشمنوں کو بھی کھلکھلانے کا موقع ملا۔

مسلمانوں کے ہر مسلک ومشرب کے حساس وباشعور افراد کو اس کا بخوبی علم ہے کہ ہم مسلمان ایک دوسرے کے بغیر ادھورے ہیں، ہم عالمی سطح پر ایک دوسرے کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے، ایک دوسرے کی اجتماعیت کے بغیر نہ ہم عزت کی زندگی جی سکتے ہیں اور نہ اپنی قوت کو بڑھا سکتے ہیں۔

انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ان کی پکار کا کوئی فائدہ نہ ہوگا جب ان کے ساتھ دنیا کے سارے مسلمان ساتھ نہ ہوں گے، مگر اس کے باوجود ہی نادانی چل رہی ہے، کسی کا دماغ ماوف ہے تو کسی کا دل ماؤف ہے، کسی کی قوتِ ساعت میں فرق ہے تو کسی کی گویائی میں تشدد کا زہر ملا ہوا ہے، کسی کی فکر میں آتش فشاں چھپا ہوا ہے، کسی کے قدم لرز رہے ہیں تو کسی کے ہاتھ میں رعشہ ہے، کسی کی رنگت میں بھونڈا پن ہے تو کسی کی چال چلن میں گھناونا پن ہے تعجب تو اس بات پر ہے کہ اس کے باوجود ہر مسلک دوسرے کو بیمار اور اپنے آپ کو تندرست سمجھے ہوئے ہے۔

بزرگانِ محترم! ائمہ مجتہدین کے درمیان فقہی اختلافات رونما ہوئے مگر ان مجتہدین نے ان فقہی اختلافات کو حدود وقیود میں رکھا جائز کی دیوار کو پھلانگ کر ان مجتہدین نے کبھی کوئی اختلاف نہ کیا، ان ائمۂ اکرام نے جس معاملہ میں بھی اختلاف کیا تو اس کا مقصد حق تک پہنچنا تھا، جس لمحہ وہ حق کو پا گئے انہوں نے پھر اس اختلاف کو آگے نہ بڑھایا ان ائمہ کرام نے اختلاف کر کے اُمت پر احسان فرمایا، آج لوگ اختلاف کو ہوا دے کر اُمت اور افرادِ اُمت کو نقصان پہنچاتے ہیں، مگر سلام ہو ان ائمہ مجتہدین پر کہ انہوں نے اپنے اختلاف مقبول کے ذریعہ اُمت کو راہِ عمل دکھلایا، ان ائمہ مجتہدین نے نیک نیتی سے صحیح حکم تک پہنچنے کیلئے اپنی ساری ذہنی وعقلی وعلمی صلاحیتیں استعمال کیں، کیا احتیاط تھی ان فقہاء کرام کی کہ کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں فرما دیتے کہ هذا احوط هذا احسن هذا ما ينبغى وغیرہ ائمہ مجتہدین کے درمیان جن امور میں اختلاف ہوا ہے ان امور کی تفصیلات طویل ہیں اس کے لئے خود ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے، چند اِشارے پیش ہیں تا کہ معلوم ہو کہ ان تمام اختلافات کے باوجود ان کا آپس میں میل جول، ربط وتعلق، محبت و الفت وعظمت وخلوص کے کس قدر مناظر پیش آتے تھے۔

امام شافعیؒ نے ایک بار نماز فجر امام ابوحنیفہؒ کے مقبرہ کے پاس ادا کی اور دعائے قنوت نہ پڑھی جبکہ ان کے نزدیک قنوت نازلہ نماز فجر میں سنت موکدہ ہے جب اس سلسلہ میں امام شافعیؒ سے پوچھا گیا تو جواب دیا کہ اس شخص کی بارگاہ میں ہوں کیسے اس کی مخالفت کر سکتا ہوں۔ وہ لوگ جو اختلاف رائے کو مخالفت تک پہنچا دیتے ہیں اور اس کو انانیت کا مسئلہ بنا لیتے ہیں اس واقعہ سے سبق حاصل کریں کہ کس طرح ایک دوسرے کا لحاظ تھا۔

امام مالکؒ نے حدیث وافتاء کی اونچی خدمت فرمائی اور موطا امام مالک جیسی گرانقدر کتاب لکھی ایک مرتبہ خلیفہ منصور نے اس کتاب کے چند نسخے چھپوا کر دوسرے شہروں میں بھیجنے کا اِرادہ کیا تا کہ لوگ ایک ہی فقہ پر عمل کریں اور اختلافات ختم ہو جائیں۔ امام مالکؒ کو معلوم ہوا تو فرمایا آپ ایسا نہ کریں لوگوں تک بہت سی احادیث اور روایات پہنچ چکی ہیں اور ہر جگہ کے لوگ ان میں سے کچھ اپنا چکے ہیں جو انہوں نے اختیار کر لیا، اس پر انہیں چھوڑ دیں آپ کے اس اقدام سے مزید اختلافات بڑھیں گے، خلیفہ نے فرمایا، ابوعبداللہ آپ کو اللہ تعالیٰ اور توفیق دے۔

امام احمد بن حنبلؒ فقہ کے امام ہیں امام شافعیؒ سے ان کا کئی مسائل میں اختلاف ہے لیکن امام احمد بن حنبلؒ کے بیٹے نے ایک دن ان سے پوچھا، ابا جان! یہ شافعی کون ہیں میں دیکھتا ہوں کہ آپ ان کیلئے بہت دعائیں کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا بیٹا! شافعی پر اللہ کی رحمتیں ہیں وہ اس دنیا کیلئے آفتاب اور انسانوں کیلئے خیر وبرکت تھے کیا ان دونوں چیزوں کا کوئی عوض ہو سکتا ہے؟

ہمارے تمام اسلاف نے صحابۂ کرام، تابعین اور ائمۂ مجتہدین ہی کی طرح علمی اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ حسن ظن کا معاملہ کیا،

باوجود آپسی اختلافات کے ایک دوسرے کی علمی کاوشوں کا اعتراف کیا کرتے تھے، ایک دوسرے پر طعن وتشنیع سے پرہیز کیا کرتے تھے۔
مالٹا کی قید سے واپس آنے کے بعد ایک رات بعد عشاء دارالعلوم میں تشریف فرماتے تھے، علماء کا بڑا مجمع سامنے تھا، اس وقت فرمایا کہ:
''ہم نے تو مالٹا کی زندگی میں دو سبق سیکھے ہیں''۔ یہ الفاظ سن کر سارا مجمع ہمہ تن گوش ہوگیا کہ اس استاذ العلماء درویش نے اسّی (۸۰) سال علماء کو درس دینے کے بعد آخر عمر میں جو سبق سیکھے ہیں وہ کیا ہیں؟ فرمایا کہ میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہورہے ہیں، تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے ایک ان کا قرآن کو چھوڑ دینا دوسرے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی، اس لئے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو لفظ بہ لفظ...... عام کیا جائے، بچوں کیلئے تعلیم کے مکاتب ہر بستی بستی میں قائم کئے جائیں بڑوں کو قرآن کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کیلئے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ وجدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔
ان واقعات سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو ایک دوسرے کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں، آج حالت یہ ہے کہ مسلک سے ہٹ کر کسی دوسرے مسلک کا بڑے سے بڑا امیر، سربراہ، رہنما، رہبر، قائد، مقتدا، پیرومرشد آجائے تو نہ اس کا احترام ہے اور نہ اس کی عظمت، اس کے لئے نہ قیام کی کوئی گنجائش ہے اور نہ اس کا کوئی استقبال، اس کے نہ جوتے سیدھے ہوتے ہیں اور نہ اس کی کوئی مہمان نوازی، اس کی نہ تعریف ہوتی ہے اور نہ اس کی صلاحیتوں کی قدردانی..

بزرگانِ محترم!

حضور ﷺ نے مشقت سے اس اُمت کو ایک بنایا ہے

آج سے پندرہ سو سال پہلے انسان تو ملتے تھے مگر انسانیت کے بغیر، آدمی تو ملتے تھے مگر اجتماعیت کے بغیر، ہر فرد بشر اپنی نظر میں بادشاہ، امیر، سردار، نگران، ذمہ دار اور آقا تھا ایک جھنڈے تلے جمع ہونے کا کوئی تجربہ ان لوگوں کو نہیں، ایک ایسی قوم جس کے خیالات منتشر، جس کے افکار جدا جدا جس کی نظریں الگ الگ، ایسے منتشر انسانوں کو ایک اُمت بنانے میں نبی رحمت ﷺ کو کتنی مشقتیں جھیلنی پڑی ہیں اور کتنے مصائب برداشت کرنے پڑے ہیں؟ یہ تو تاریخ کے اوراق اور سیرت کے صفحات ہی جانتے ہیں اور ایک ایسے وقت جبکہ نبی رحمت ﷺ سب کو ایک اُمت بنانا چاہتے تھے، ایک جھنڈے تلے لانا چاہتے تھے، عین اسی وقت یہود و نصاریٰ اس کوشش کو ملیامیٹ کرنا چاہتے تھے، اور چاہتے تھے کہ یہ مسلمان ایک بننے سے پہلے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں، ہزاروں ناپاک تدبیریں اور منصوبے جاری تھے، ادھر مشرکین بھی اسی ناپاک حرکت میں مست اور ادھر یہود ونصاریٰ بھی اسی دھن میں اور منافقین کی ایک خفیہ جماعت گھن بن ہوئی ہے کہ اسلام کے جھنڈے ہی کو ختم کردے، مگر یہ ساری ناپاک تدبیریں ناکام ہوتی ہیں اور اس اُمت کو ایک اور نیک بنانے کی جدوجہد مکی دور میں بھی جارہی ہے اور مدنی دور میں بھی جاری رہی، جتنی کوشیش اور کاوشیں اس اُمت کو ایک اور نیک بنانے میں نبی رحمت ﷺ نے کی ہیں اس کا احساس ایک سنجیدہ اور سلیم القلب انسان کو اس وقت ہوگا جبکہ وہ نبی رحمت ﷺ کی زندگی کے ہر پہلو کو تاریخ وسیرت کی روشنی میں پڑے گا۔
نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مکان پکا اور پختہ نہیں بنایا بلکہ ایک پختہ اور پکی اُمت کو ۲۳ سال کی محنت کے بعد تیار کیا، نبی کریم ﷺ نے جس مسجد کی امامت دس سال تک فرمائی اس مسجد کو پکا اور پختہ بنانے سے پہلے اس اُمت کو پختہ اور پکا بنایا، اس لئے کہ نبی رحمت ﷺ جانتے تھے کہ اگر یہ اُمت پختہ ہوگئی اور پکی ہوگئی تو لاکھوں پختی اور پکی مسجدیں بن سکتی ہیں، اس مسجد نبوی کو چراغوں سے روشن کرنے سے پہلے نبی رحمت ﷺ نے لاکھوں صحابہ کے دلوں کو نور ایمان سے روشن کردیا، اس لئے کہ اگر دل روشن ہوجاتے ہیں تو کائنات ابدالآباد تک روشن رہے گی، تاریخ سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ مسجد نبوی میں پہلا چراغ اگر جلا ہے تو ہجرت کے نویں سال جلا ہے اور یہ پہلا چراغ جس صحابی رسول نے مسجد نبوی میں روشن کیا تھا وہ حضرت تمیم داریؓ ہیں انہوں نے ہجرت کے نویں سال اسلام قبول کیا ہے اور اس وقت تک قریب قریب سارا عرب اسلام کے دائرہ میں داخل ہوچکا تھا۔
مختلف قومیں اس وقت بھی تھیں جب اسلام کا چراغ جلا مگر نبی رحمت ﷺ نے مختلف قوموں کو ایک اُمت بنادیا تھا، مختلف زبانیں بولنے والے اس وقت بھی تھے جب دین اسلام کا جھنڈا بلند ہوا تھا، مگر مختلف زبانوں کے بولنے والوں کو نبی رحمت ﷺ نے اُمت واحدہ بنادیا تھا، جب یہ اُمت ایک بن کر اٹھی تو جب جدھر کو نکلی بڑے بڑے ممالک ان کے پیروں میں گرنے لگے۔
نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اُمت کو بنایا تھا تو اس کے اولین شیدائی جن کو تاریخ ''صحابۂ کرام'' کہتی ہے یہ امتِ واحدہ بلکہ جسد واحد بن کر جب اٹھے تو ان میں سے کسی نے اپنے خاندان، اپنی برادری، اپنی قوم، اپنی پارٹی، اپنے وطن، اپنی زبان کی حمایت نہیں کی، بلکہ صرف اور صرف یہ دیکھا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیا فرماتے ہیں۔
اُمت اسی وقت بنتی ہے جب کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے مقابلہ میں دیگر سارے تعلقات کی اہمیت نہ رہے، جب مسلمان ایک اُمت

تھے تو ایک مسلمان کے کسی بھی ملک میں قتل ہو جانے پر ساری اُمت دہل جاتی تھی۔

آج ہم نے اُمت کے لفظ کی عملاً توہین کی ہے اور اس کی وسعت کو ملیا میٹ کیا ہے اور اپنے ہمنواؤں، اپنے معتقدین، اپنے چاہنے والوں، اپنے مریدوں، اپنے ہم مسلک وہم مشرب اپنے ہم خیال وہم فکر لوگوں کے مجموعہ کو عملاً اُمت سمجھ لیا ہے اور باقی سے دوسرے مسلک کے افراد کو اُمت سے باہر کر دیا ہے، حالانکہ یہ حق کسی بھی مسلمان کو نہیں ہے کہ وہ جب چاہے جس کو چاہے اُمت میں داخل کرے اور جب چاہے جس کو چاہے اُمت سے خارج کر دے، اُمت کسی ایک گروہ اور کسی ایک علاقہ کے رہنے والوں کا نام نہیں ہے بلکہ ان سینکڑوں اور ہزاروں علاقوں کے ان سارے افراد کے مجموعہ کا نام ہے جن کو مسلمان کہا جاتا ہے۔ جو اپنے ہمنواوں کو اپنا اور دوسروں کو غیر سمجھتا ہے وہ کسی فرد کے ساتھ مذاق نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ لفظ ''اُمت'' سے مذاق کر رہا ہے جو لفظ نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے ادا فرمایا جس نبی کی زبان اُمتی اُمتی کہتے نہ تھکتی تھی اس اُمت کو آج کے کم ظرف افراد ذبح کرنے پر تلے ہیں اور جس اُمت کو بڑی مشکل سے نبی رحمت ﷺ نے ایک بنایا تھا اس کو بڑی آسانی سے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر وہی لوگ تلے ہوئے ہیں جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا اس نبی سے گہرا رشتہ ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ملی انتشار کو ختم کر کے آپسی اتحاد کا ثبوت دیں، موجودہ ملکی حالات بھی ہم یہ تقاضہ کر رہے ہیں کہ اب مسلک مسلک، کافر کافر، مشرک مشرک، ملحد ملحد کے کھیلوں کو ختم کر کے امتِ مسلمہ کے لیے درپیش مسائل اور چیالنجس کے حل کے لیے کمر بستہ ہو۔

اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ امتِ مسلمہ کے داخلی انتشار کو ختم فرمائے، مسلکی جھگڑے جو دشمنی اور عداوتوں میں تبدیل ہو کر امت میں پھوٹ پیدا کر رہے ہیں، جس سے مساجد کی قدریں پامال ہو رہی ہیں اور امتِ مسلمہ ذلیل ورسوا ہو رہی ہے، ایسے جھگڑوں سے حفاظت فرمائے، پورے ملک میں؛ بلکہ پوری دنیا میں امن وامان نصیب فرمائے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمدلله رب العلمين